اصول "صحتِ سند" میں امام ترمذیؒ کے ترجیحی اسالیب

صائمہ ملک*

محمد حامد رضا**

Abstract:
"Third san-e- hijri was a glorious period of Ilm-e-Hadees.In this era not only initiate the categorization of Ahadees-e-Rasool(s.a.w.w) as per their reference from the sayings of Sahaba and Ta'been but also began efforts to segregate the Sahi and Zaeef Ahadees.As a result of these efforts Imam Bukhari compiled his "Sahi", the first exclusive book on Sahi Ahadees.After that Imam Muslim and many other Muhaddiseen followed Imam Bukhari by prioritizing their focus on Sehat-e-Ahadees while compiling their books.Imam Tirmzi in his"Jame" also emphasized on Sehat-e-Snad-e-Hadees during the collection of Ahadees-e-Rasool(s.a.w.w) about any fiqhi command,for which no Nas Qurani is available.The present study is done to review and analyse the different styles and ways (priority on behalf of ittisal e snad,al mzeed fi muttasilil asaneed,inqita e hdees,ghrabat e hadees,kmal e zabt e rawi,sidq e rawi,zoaf o sqahat e rwaat,adm mahfuziyat e hadees,adm sima e sahabi,khtaa fil snad,khtaa fi ism il rawi and waham fi ism il rawi) along with examples from "Abwabul taharah to Abwabul jnaiz",adopted by Imam to prioritize a Hadees on the other by the principle of Sehat-e-Snad."

Keywords: Imam Tirmzi, Jame, Priority of Ahadees-e-ahkam, Sehat-e-snad, Styles.

علم حدیث میں سند کی حیثیتِ بلند مسلّم ہے۔کیونکہ کسی بھی حدیث کے حوالے سے صحتِ سند کالحاظ نہ رکھا جاتا تو کوئی بھی شخص جو چاہتا نبی مکرم ﷺ سے منسوب کر دیتا۔اسی وجہ سے اکابر محدثین و فقہاء نے قابلِ استدلال و عمل روایات کے قبول ورد کے معاملے میں درستگی وعمدگیِ اسناد کو بہت زیادہ اہمیت دی۔اور وہ حتی المقدور صحیح احادیث کی تجمیع اور اُن سے اخذِ احکامات کے لئے کوشاں رہے۔امام ترمذیؒ نے بھی بطور محدث وفقیہ سند کی اہمیت ومقام کو پیش نظر رکھا اور اپنی "جامع" میں جن ترجیحی اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسائلِ فقہ کا استنباط کیا، "صحتِ سند" اُن میں سے ایک ہے۔اس اصول کے ذریعے امام صاحبؒ اپنی "جامع" میں مختلف انداز میں ایک روایت کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔سو "صحتِ سند" کے اصول کے ذریعے "ابواب الطھارۃ تا ابواب الجنائز" کے تناظر میں اُن کے مختلف ترجیحی انداز واسالیب کا بیان مع امثلہ مقالہ ہذا میں زیرِ بحث ہے۔

---

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

☆اصول "صحتِ سند" کو باقوالِ أئمہ مدلل بنانا

امام ترمذیؒ "صحت سند" کے اصول سے متعلق امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم جیسے اکابر فقہاء کے اقوال سے اپنی ترجیح کو مدلل بناتے ہیں:

اس اصول کی مثال "ابواب الطہارۃ" میں ملتی ہے۔ جس میں مسح رأس کے حوالے سے مصنفؒ دو ابواب یکے بعد دیگرے قائم کرتے ہیں۔ پہلے سر کے اگلے حصے سے آغازِ مسح کا حکم اَخذ کرنے کے لئے عبداللہ بن زیدؓ سے مروی حدیث ذکر کرتے ہیں۔(۱) پھر سر کے پچھلے حصے سے ابتدائِ مسح کا مسئلہ ربیع بنتِ معوذابن عفرأؓ کی روایت سے مستنبط فرماتے ہیں۔(۲) اس کے بعد امام صاحبؒ مسئلہ ثابتہ سے متعلق عبداللہ بن زیدؓ کی روایت کو اپنے اور دیگر فقہاء کے اقوال سے کچھ اس انداز سے مقدم ٹھہراتے ہیں:

"حديث عبدالله بن زيد أصح شی ء فی الباب وأحسن وبه يقول الشافعی واحمد واسحاق"(۳)

"عبداللہ بن زید کی حدیث اس باب میں بہت صحیح اور اچھی ہے۔ اور امام شافعیؒ، احمدؒ واسحاقؒ بھی یہی کہتے ہیں ۔"

اور وجہِ ترجیح کی صراحت کرتے ہیں کہ حدیث ربیع بنت معوذابن عفراء حسن ہے اور عبداللہ بن زید کی حدیث اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور اس کی اسناد عمدہ ہیں۔(۴) یعنی امام ترمذیؒ کے ہاں عبداللہ بن زید کی حدیث کو اَحسن ہونے اور اقوالِ ائمہ کی تائید کی بناء پر ترجیح دی گئی۔

☆سندِ متّصل میں زیادتی/اضافے کی بناء پر ترجیح

علماءِ محدثین کا یہ معمول رہا ہے کہ جب بھی کسی مسئلہ سے متعلق متصل السند اور منقطع روایات اُن کے علم میں آئیں تو انھوں نے حدیثِ متصل کو منقطع روایت کے مقابل مقدم ٹھہرایا۔ امام ترمذیؒ بھی ان علماءِ محدثین میں سے ہیں جو اپنی تالیف میں اتّصالِ سند کی بناء پر ترجیح کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور اس حوالے سے اس قدر کوشاں نظر آتے ہیں کہ فقہی مسئلہ سے متعلق اگر دو یا دو سے زائد متّصل احادیث اُن کے سامنے آجائیں۔ اور کسی ایک طریق میں کوئی راوی زائد ہو رکسی راوی کا زائد واسطہ مذکور ہو، تو وہ اس طریق کو راجح اور بالمقابل وجہ رطریق کو مرجوح قرار دیتے ہیں۔ یعنی وہ "المزید فی متصل الأسانيد" کے قبیل سے تعلق رکھنے والی احادیث کو اَصح اور مقدّم مانتے ہیں۔

i۔ جیسا کہ "باب ماجاء فی وصف الصلوٰۃ"(پوری نماز کی ترکیب میں) کے ذیل میں روایتِ ثانیہ ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

"حدثنا محمد بن بشار،حد ثنایحیی بن سعید القطان،حدثنا عبیداللّٰہ بن عمر قال:أخبرنی سعید بن أبی سعید عن ابیه عن ابی ہریرۃؓ:أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلّی ثم جاء فسلّم علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فردّعلیه السلام،فقال:ارجع فصلّ فانک لم تصلّ"(۵)

(حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے اور ایک مرد بھی آیا۔ پھر اس نے نماز پڑھی۔ پھر وہ آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا لوٹ جاؤ اور پھر نماز پڑھو تم نے (ٹھیک سے) نماز نہیں پڑھی۔)

اس کے بعد مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ روایتِ مذکورہ ابن نمیر کے طریق (عن عبیداللہ بن عمر عن سعید المقبری عن ابی هریرة)سے بھی مروی ہے ۔لیکن اوّل الذکر(یحییٰ بن سعید عن عبیداللہ بن عمر)،ابن نمیر کی روایت کے مقابلے میں اَصح ہے۔ کیونکہ ابن نمیر نے سعید المقبری کے باپ کا واسطہ (عن ابیہ) ذکر نہیں کیا کہ وہ(یعنی اُن کے باپ)ابو ہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ سعید المقبری کو ابو ہریرہؓ سے سماع حاصل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ سعید المقبری نے اپنے باپ سے روایت بیان کی اور پھر اُن کے باپ نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے۔(۶) گویا امام ترمذیؒ کے نزدیک حدیثِ مذکورہ،"عن ابیہ" کی زیادتی یا اضافے کی بناء پر راجح ہے۔

ii۔ امام ترمذیؒ کا یہ موقف ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی ایسا ہی کرے۔ اس موقف کے اثبات کے لئے جو روایات بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک روایت حضرت انسؓ سے مروی ہے، جو درج ذیل ہے:

"حدثناعبداللّٰہ بن ابی زیاد: حد ثناء شبابة بن سوّار: حد ثنا محمد بن طلحة عن حمید،عن ثابت،عن انس قال:صلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی مرضه خلف ابی بکر قاعدافی ثوب متوشّحًابه"(۷)

(حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں ابو بکر کے پیچھے بیٹھ کر ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھی۔)

پھر امام موصوفؒ لکھتے ہیں کہ اس روایت کو یحییٰ بن ایوب نے اسی طریق (عن حمید [عن ثابت]عن انس) سے بیان کیا جبکہ دیگر کئی لوگوں نے "عن حمید عن انس" کے طریق سے روایت کیا اور حمید اور انس کے

درمیان ثابت کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔ سو اس لئے وہ طریقِ مذکورہ کو ثابت کے واسطہ سے ہونے والی زیادتی کی بناء پر راجح اور دیگر طرق کو (یعنی جن میں ثابت کا واسطہ مذکور نہیں) مرجوح قرار دیتے ہیں۔[۸]

iii۔ اسی طرح امام ترمذیؒ اپنی ” جامع“ میں ابواب الزکوۃ میں”باب ماجاء فی نفقة المرأة من بیت زوجها“(اس بیان میں کہ بیوی کو خاوند کے گھر سے خرچ کرنا جائز ہے) قائم کرتے ہیں۔ پھر اثباتِ مسئلہ کے لئے حضرت عائشہؓ سے مروی دو روایات کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلی روایت عمرو بن مرۃ کے طریق سے کچھ اس طرح ہے:

”حدثنا محمد بن المثنی: حد ثنا محمد بن جعفر:حدثنا شعبة عن عمروبن مرة قال سمعت اباوائل یحدث عن عائشة“[۹]

جبکہ دوسری روایت حسب ذیل طریق سے درج کرتے ہیں:

”حدثنا محمود بن غیلان:حدثنا المؤمّل عن سفیان عن منصور،عن ابی وائل عن مسروق عن عائشة“[۱۰]

اندراجِ روایات کے بعد موئخر الذکر طریق کو اوّل الذکر کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ عمرو بن مرہ اپنی حدیث میں”عن مسروق“ کے الفاظ (یعنی مسروق کا واسطہ) ذکر نہیں کرتے۔[۱۱]

مذکورہ بالا امثلہ کے تناظر میں امام موصوفؒ کے ترجیحی فیصلوں میں اتّصالِ سند کے حوالے سے غایت درجے کا اہتمام و التزام نظر آتا ہے۔ اور سندِ متّصل میں کسی واسطے کی زیادتی کی بناء پر ترجیح کا تعیّن اِس نکتے کو تائید فراہم کر رہا ہے۔ کیونکہ اضافی واسطے کے بغیر ذکر کی جانے والی احادیث میں وہم و اشکال کا امکان موجود ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ وہ روایات درحقیقت متّصل ہوں۔ اور اس بات کا بھی اندیشہ لاحق ہو سکتا ہے کہ اُن میں کسی قسم کا انقطاع پایا جائے۔ سو اِس متوقع فکر و ابہام اور کمالِ احتیاط کے پیشِ نظر انھوں نے اسانیدِ متّصلہ میں زیادتی / اضافے کو مقدّم رکھا۔

☆سندِ متّصل اور کمالِ ضبط کی بناء پر تقدیم کے حوالہ سے ابا بکر محمد بن ابان اور وکیع کی آراء سے استفادہ

امام ترمذیؒ کا یہ اسلوب ہے کہ وہ احادیث الابواب کے بارے میں اپنے اساتذہ اور ائمہء محدثین کے اقوال بھی پیش کرتے۔[۱۲] سو اپنی تالیف میں وہ کسی حدیث کو اتّصالِ سند اور راوی کے کمالِ ضبطِ راوی کی بناء پر مقدم ٹھہراتے ہیں۔ اور اثبات ترجیح میں ضبط رواۃ کے سلسلے میں ابا بکر محمد بن ابان اور وکیع کی آراء و اقوال سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

i۔ مثلاً"باب ماجاء فی التشدیدفی البول"(پیشاب سے بہت احتیاط کے بیان میں)کے ذیل میں اعمش کی روایت ذکر کرتے ہیں:

"حدثناہنادوقتیبة وابوکریب،قالوا:حدثناوکیع عن الأعمش قال: سمعت مجاہدا یحدث عن طاؤس عن ابن عباس"(۱۳)

بعدازاں فرماتے ہیں کہ یہ روایت منصور کے طریق سے بھی مروی ہے۔ لیکن وہ مجاہد اور ابن عباس کے درمیان طاؤس کا واسطہ ذکر نہیں کرتے اور روایتِ اعمش راجح ہے۔ اورابا بکر محمد بن ابان،وکیع کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اعمش،ابراہیم کی اسناد کو منصور کی نسبت خوب یادرکھنے والے ہیں۔ بناءبریں طریقِ اعمش،طریق منصور کے مقابلے میں اَصح ہے۔(۱۴)

ii۔ اسی طرح ابواب الصوم میں"باب ماجاء فی صیام العشر"(ذی الحجہ کے عشرۂ اوّل میں روزہ رکھنے کے بیان میں)کو ثابت کرنے کے لئے بھی پہلے روایتِ اَعمش،"حدثنا ہناد: حدثنا ابومعاویة عن الأعمش عن ابراہیم عن الأ سود،عن عائشة"(۱۵)کو بیان کرتے ہیں:

پھر اسی روایت کو منصور کے طریق سے ذکر کرنے کے بعد،طریق اَعمش کو راجح قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ منصور کی روایت میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اور وہ ابراہیم اور حضرت عائشہؓ کے درمیان اسود کا واسطہ درج نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ ابا بکر محمد بن ابان،وکیع کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اَعمش، ابراہیم کی اسناد کو منصور کے مقابلے میں زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔(۱۶) صاحبِ"تحفۃ الاحوذی" ابا بکر محمد بن ابان کے حوالے سے" ثقۃ حافظ" لکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ابنِ عیینہ، غندر اور ان دونوں کے طبقات نے، امام بخاری، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ رحمہم اللہ علیہم نے بھی ان سے روایت کیا ہے۔(۱۷) جبکہ وکیع(جو کہ وکیع بن الجراح ہیں) کے حوالے سے انھوں نے" ثقة حافظ عابد"(۱۸)،"احد أئمة الأعلام ثقة حافظ"(علماء کے اَئمہ میں سے ایک ہیں، ثقہ اور حافظ ہیں)کے الفاظ درج کئے ہیں۔(۱۹) جس سے واضح ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ نے اپنی"سنن" میں ان محدثین کے اقوال وآراء سے استفادہ کی طرف رجوع کیا ہے جو فنِ حدیث کے ماہرین میں شمار ہوتے ہیں۔

☆فقہی احادیث کو"خطافی السند" اور"خطافی اسم الراوی" کی بناء پر راجح یا مرجوح قرار دینا

امام ترمذی نے اپنی تالیف میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ وہ فقہی حکم سے متعلق احادیث میں سے کسی حدیث کو"خطا فی السند" اور"خطا فی اسم الراوی" کی بناء پر مرجوح اور اس کے بالمقابل دوسری روایت کو راجح قرار دیتے ہیں۔ تاکہ اس اسلوبِ ترجیح سے عوام الناس کو متنِ حدیث کے درست اور ضعیف طریق سے آگاہ کر سکیں۔

مثلاً"باب ماجاء فی الوضوء من القئ والرعاف" (قے اور نکسیر سے وضو ٹوٹنے کے بیان میں) کے اثبات کے لئے درج ذیل حدیث ذکر کرتے ہیں:

"عن حسین المعلّم عن یحییٰ ابن ابی کثیرقال: حدثنی عبدالرحمٰن بن عمروالاوزاعی عن یعیش بن الولید المخزومی، عن ا بیه،عن معدان بن ابی طلحة،عن ابی الدرداء:أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قاء (فأ فطر)فتوضّأ" (۲۰)

(حضرت ابی الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی تو افطار کر لیا اور پھر وضو کیا۔)

پھر حدیث الباب کو معمر کے طریق سے ذکر کرنے کے بعد مرجوح اور حسین المعلّم کے طریقِ بالا کو راجح قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ معمر نے یہ حدیث یحییٰ بن کثیر سے ہی روایت کی۔ لیکن سلسلۂ سند میں وہ خطا کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے"عن یعیش بن الولید عن خالد بن معدان عن ابی الدرداء"کہا ہے۔ علاوہ ازیں وہ خالد بن معدان کا ذکر کرتے ہیں جبکہ وہ معدان بن ابی طلحہ ہیں۔ اور اسی طرح سے طریقِ معمر،اوزاعی کے واسطہ سے بھی خالی ہے۔(۲۱)

☆محض"خطا فی السند" کی بناء پر راجح یا مرجوح قرار دینا

امام ترمذیؒ کبھی فقط"خطا فی السند" کی بنیاد پر بھی ایک حدیث کو مرجوح اور دوسری کو راجح ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً أکل لحم ابل کا(اونٹ کا گوشت کھانا) موجبِ وضو ہونا حسب ذیل روایت سے ثابت کرتے ہیں:

"حد ثنا هناد: حد ثنا ابومعاویه عن الأ عمش عن عبداللّٰه بن عبداللّٰه(الرازی)، عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی،عن البراء بن عازب قال: سئل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن الوضوء من لحوم الابل؟ فقال:توضّؤامنها"(۲۲)

(ابن عازبؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے کا پوچھا گیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے (یعنی اونٹ کا گوشت کھا کر) وضو کرو۔)

اس کے بعد مسئلہ بالا سے متعلق روایت مذکورہ اور جابر بن سمرۃؓ کی روایات کو اُسید بن حُضیر کی روایت پر اپنی اور امام احمد واسحاق رحمهم اللہ کی آراء کے ذریعے صحت سند کی بناء پر اَصح قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ روایت اُسید بن حضیر کے سلسلۂ سند میں حماد بن سلمہ نے خطا کرتے ہوئے"عن عبداللّٰه بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن ابیه عن

اُسید بن حضیر" کہا ہے جبکہ درست سلسلہ "عن عبداللّٰہ بن عبداللّٰہ الرازی عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب" ہے۔[۲۳]

☆قول بخاریؒ کے ذریعے "کثرت خطافی اسماء الرواۃ" کی بناء پر ترجیح

موئلفؒ نے اپنی "جامع" میں جن ائمہ حدیث اور اساتذہ کے اقوال سے استفادہ کیا ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے ان شخصیات کی نشاندہی کرتے ہوئے علی بن المدینی، امام بخاریؒ، ابوزرعہ، امام احمد بن حنبلؒ اور عبد الرحمٰن دارمی کے اسماء ذکر کئے ہیں۔[۲۴] سو مطالعہ "جامع" سے واضح ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ بسا اوقات اپنے استاد اور ماہرِ علمِ حدیث امام بخاریؒ کے قول کے ذریعے کسی راوی کے "کثرت خطا فی اسماء الراوۃ" کی بناء پر اثباتِ ترجیح کا اہتمام کرتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے "باب ماجاء فی التخشّع فی الصلوٰۃ" (نماز میں عاجزی کرنے کے بیان میں) کے اثبات کے پیش نظر لیث بن سعد کے طریق سے مروی روایت کچھ اس طرح تحریر کی:

> "حدثنا اللیث بن سعد: حد ثنا عبدربّہ بن سعید عن عمران بن ابی أنس عن عبداللّٰہ بن نافع بن العمیاء عن ربیعۃ بن الحارث عن الفضل بن عباس قال:قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم"الصلوٰۃ مثنی مثنی،تشہدفی کل رکعتین،وتخشع وتضرع و تمسکن"[۲۵]

(حضرت فضل بن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت ہے اور ہر دوگانہ کے بعد التحیات پڑھنا ہے اور ڈرنا، عاجزی اور مسکینی ہے)

پھر موئلفؒ، امام بخاریؒ کے قول کے ذریعے بیان کرتے ہیں کہ اس روایت کو شعبہ نے بھی بیان کیا۔ لیکن وہ اسمائے رواۃ کے حوالے سے کثرت خطا کے مرتکب ہوئے۔ اولاً انہوں نے عن انس بن ابی انس کہا جبکہ وہ عمران بن ابی انس ہیں۔ ثانیاً شعبہ نے کہا کہ روایت ہے عبد اللہ بن حارث سے جبکہ وہ عبد اللہ بن نافع بن العمیاء ہیں جو روایت کرتے ہیں ربیعۃ بن الحارث سے۔ ثالثاً انہوں نے" عن عبداللہ بن الحارث،عن المطلب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کہا اور درحقیقت سلسلہ سند"عن ربیعۃ بن الحارث بن عبدالمطلب عن الفضل بن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ سو اس بناء پر لیث بن سعد کا طریق شعبہ کے طریق پر مقدم ہے۔[۲۶]

☆"وہم فی اسم الراوی" کی بناء پر ترجیح روایت

علماءِ محدثین و فقہ نے "صحتِ سند" کی جانچ پرکھ کے حوالے سے جن امور ر پیمانوں کو ملحوظ رکھا، ان میں سے ایک امر راویانِ حدیث کا علم و حافظہ بھی تھا۔ جہاں کہیں انھیں کوئی راوی بیانِ حدیث میں باعتبارِ رجالِ اسناد کسی وہم

رغفلت و نسیان رکذب و افتراء کا مرتکب معلوم ہوا، تو انھوں نے اس راوی کی روایت کو مرجوح قرار دے دیا۔ امام ترمذیؒ کا بھی بحیثیتِ محدث وفقیہ یہ اسلوب رانداز ہے کہ ایک مسئلہ سے متعلق اگر کسی روایت کے طریق میں کوئی راوی، سلسلۂ سند کے کسی راوی کے اسم کے حوالے سے مبتلاءِ وہم ہو رنسیان و خطاء کا مرتکب ہوا ہو تو وہ اس روایت کو مرجوح اور بالمقابل روایت کو اَصح گردانتے ہیں۔ مثلاً ابواب الزکوٰۃ میں ”باب ماجاء فی زکوٰۃ الحلی“(زیور کی زکوۃ کے بیان میں) کے اثبات کے لئے ابو معاویہ سے مروی روایت کا اندراج کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے اسی روایت کو حسب ذیل طریق سے ذکر کیا:

”حدثنا محمود بن غیلان:حدثناابوداؤد عن شعبة،عن الأعمش قال:سمعت اباوائل یحدث عن عمروبن الحارث ابن اخی زینب امرأة عبدالله،عن زینب امرأة عبدالله عن النبی صلی الله علیه وسلم نحوه“(۲۷)

بعد ازاں طریق مذکورہ کو ابو معاویہ کے طریق کے مقابلے میں اس وجہ سے اَصح اور راجح قرار دیتے ہیں کہ اس پر کوئی کلام نہیں کیا گیا۔ جبکہ ابو معاویہ کو اسم راوی سے متعلق وہم ہوا اور انہوں نے ”عن عمروبن الحارث عن ابن اخی زینب“ کہا۔(۲۸) یعنی عمرو بن الحارث کے بعد لفظ ”عن“ وہم راوی ہے۔

☆بقولِ بخاریؒ ”عدم محفوظیت حدیث“ کی بناء پر روایت کو ترجیح

امام بخاریؒ کے قول کے ذریعے ”عدم محفوظیت حدیث“ کی بناء پر بھی کسی روایت کو مقدم مانتے ہیں۔ جس کی مثال ابواب الزکوٰۃ میں ”باب ماجاء فی الخرص“(غلہ وغیرہ کا اندازہ کرنے کے بیان میں) کے ذیل میں ملتی ہے۔ اثباتِ عنوان کے پیش نظر مولف، سعید بن المسیب کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔(۲۹) اور پھر ابن جریج کے طریق کا ذکر فرما کر، اُسے امام بخاریؒ کے قول کے مطابق غیر محفوظ اور سعید بن المسیب کی روایت کو راجح قرار دیتے ہیں۔

”وقد روی ابن جریج ہذاالحدیث عن ابن شہاب عن عروة،عن عائشة،وسألت محمداً عن ہذا(الحدیث)فقال:حدیث ابن جریج غیرمحفوظ و حدیث سعید بن المسیب عن عتاب بن اسید (أثبت)وأصح“(۳۰)

(اور یہ حدیث ابن جریج نے ابن شہاب سے روایت کی انہوں نے عروہ سے انہوں نے عائشہؓ سے اور میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا ابن جریج کی حدیث غیر محفوظ ہے۔ اور سعید بن المسیب کی حدیث جو عتاب بن اسید سے مروی ہے، ثابت اور اَصح ہے۔)

☆بذریعہ قولِ بخاریؒ "غریب حدیث" پر "مقطوع روایت" کی تقدیم

"صحت سند" کے اصول کے تناظر میں مولفؒ بسااوقات امام بخاریؒ کے قول سے فقہی مسئلہ سے متعلق غریب حدیث پر مقطوع روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً "ابواب الصوم" میں مسئلہ فضیلت رمضان کے حوالے سے روایتِ ابی ہریرۃؓ سے استدلال کرتے ہیں:

"عن ابی ہریرة قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذاکان اول لیلة من شہر رمضان صُفدت الشیاطین ومردة الجن وغلّقت ابواب النّیران فلم یفتح منہاباب وفتحت ابواب الجنة فلم یغلق منہاباب"(۳۱)

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا۔)

اس حدیث کے بیان کے بعد امام موصوفؒ حدیثِ بالا کی غرابت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حدیثِ ابی ہریرہؓ فقط ابی بکر بن عیاش نے "عن الأعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرة" کے طریق سے روایت کی ہے۔ جبکہ امام بخاریؒ سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے اسے" حدثناالحسن بن الربیع حدثنا ابوالأ حوص عن الأ عمش عن مجاہد" کے سلسلۂ سند سے بیان کرتے ہوئے امام مجاہد کا قول قرار دیا۔ لہٰذا امام بخاریؒ کے اس قول کی روشنی میں امام ترمذیؒ نے اس روایتِ مقطوع (قول تابعیؒ) کو حدیثِ ابی ہریرہؓ کے مقابلے میں مقدم گردانا۔(۳۲)

سماعِ "صحابیؓ" ثابت نہ ہونے کی صورت میں مقابل روایت کو اَصح قرار دینا

اگر کسی راوی کا سماع صحابیؓ سے ثابت نہ ہو تو اس کے بالمقابل دوسری روایت کو اَصح قرار دیتے ہیں۔ جس میں راوی کا سماع صحابیؓ سے ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً ابواب الصلوٰۃ میں "باب ماجاء فی أن الاقامة مثنی مثنی"(اس بیان میں کہ اقامت دو دو بار کہنی چاہئے) کے ذیل میں عبد اللہ بن زید سے مروی دو روایات کا اندراج کرتے ہیں۔ جن میں سے اوّل الذکر ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

"عبداللّٰه بن زید قال:کان اذان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم شفعاً شفعاًفی الأذان والاقامة"(۳۳)

(حضرت عبد اللہ بن زید سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ

اذان بھی دوبار کہی جائے اور اقامت بھی۔)

اسی روایت کو پھر شعبہ کے طریق سے بیان کرنے کے بعد، اُس کو مذکورہ بالا حدیث کے مقابلے میں راجح قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا سماع عبداللہ بن زید سے ثابت نہیں اور ابن ابی لیلیٰ کی روایت کے برخلاف شعبہ کے طریق میں ان دونوں کے درمیان اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ مذکور ہے۔(حدثنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)جو کہ امام ترمذیؒ کی رائے میں اَصح ہے۔(۳۴)

☆”بصدقِ راوی“، تقدیمِ روایت کو بقول بخاریؒ مدلّل بنانا

”صحتِ سند“ کے حوالے سے مؤلفؒ صدق راوی سے متعلق بھی امام بخاریؒ کے قول کا ترجیحاً اعتبار کرتے ہیں۔ اور اسی بناء پر کسی روایت کو مقدم رکھتے ہیں۔ مثلاً ”ابواب الطہارۃ“ میں یہ مسئلہ ثابت کرنے کے لئے کہ، ”طہارت نماز کی کنجی ہے“ حسب ذیل روایت ذکر کرتے ہیں:

”عن علی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:”مفتاح الصلوٰۃ الطہور وتحریمہا التکبیروتحلیلہا التسلیم“(۳۵)

(حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طہارت نماز کی کنجی ہے۔ اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام ہے۔)

اس کے بعد امام صاحبؒ روایتِ مذکورہ کو صدقِ راوی (یعنی عبداللہ بن محمد بن عقیل کے صدوق ہونے) کی بناء پر باب ہذا سے متعلق جابرؓ اور ابی سعیدؓ سے مروی روایات پر ترجیح دے رہے ہیں۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے ان کے حافظہ پر بعض اہل علم کے کلام کے باوجود حمیدی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابر محدثین وفقہاء کے عبداللہ بن محمد بن عقیل کی روایت سے حجت پکڑنے کے حوالے سے امام بخاریؒ کا قول ذکر کرتے ہوئے اپنی ترجیح کو مزید مدّلل بنالیا ہے۔(۳۶)

☆احادیث احکام کو ”ضعف وثقاہتِ رواۃ عند المحدثین والفقہاء“ اور ”عدم محفوظیت“ کی بنا پر راجح مرجوح قرار دینا

امام موصوفؒ ”تضعیف وتوثیقِ رواۃ “اور ”عدم محفوظیتِ حدیث “کی بنا پر احادیث احکام میں سے ایک کو مرجوح اور دوسری کو راجح قرار دیتے ہیں۔ اثباتِ ترجیح میں ضعف وثقاہت رواۃ کے حوالے سے امام بخاریؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوداؤدؒ اور ایوب السختیانی کی آراء واقوال سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔

i۔ مثلاً بول قائمًا (کھڑے ہو کر پیشاب کرنے) کی ممانعت کا اثبات کرنے کے لئے حضرت عائشہؓ کی درج ذیل روایت تحریر کرتے ہیں:

"من حدثکم أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یبول قائما فلا تصدقوہ ماکان یبول الاقاعداً"(۳۷)

(جو تم میں سے یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کو سچا نہ جانو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔)

پھر اس روایت کو مسئلہ ہٰذا سے متعلق حضرت عمرؓ و بریدہؓ کی روایات کے مقابلے میں مقدم ٹھہراتے ہیں کیونکہ امام ترمذیؒ کی رائے کے مطابق اُن روایات میں عبد الکریم بن ابی المخارق، جو کہ اہل حدیث اور بالخصوص ایوب السختیانی کے نزدیک ضعیف ہیں، حضرت عمرؓ کی روایت مرفوعاً ذکر کرتے ہیں۔ جبکہ درست روایت موقوفاً ہے۔ اسی طرح انہوں نے بریدہؓ کی روایت کو بھی غیر محفوظ قرار دیا ہے۔(۳۸)عبد الکریم بن ابی المخارق کے حوالے سے دیگر کتب حدیث کو دیکھا جائے تو" غیر ثقۃ "(۳۹) "ضعیف"(۴۰)"متروک"(۴۱)کی آراء سامنے آتی ہیں۔ ناصر الدین البانی نے اُن کے ضعف پر اجماع کی تصریح فرمائی اور امام نسائیؒ، امام دار قطنیؒ کے بقول اُن کے متروک ہونے کی نشاندہی کی ہے(۴۲)اسی طرح ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ ایوب سختیانی نے ان کو کذب کے ساتھ متہم کیا ہے، احمد نے ان کے بارے میں "لیس ہو شئی قد ضربت علی حدیثہ و ہو شبیہ المتروک"(وہ قابل اعتبار نہیں ان کی احادیث پر تنقید کی گئی ہے اور انہیں متروک کے مشابہ قرار دیا گیا)، یحیٰی نے "لیس شی ء"، سعدی نے "غیر ثقۃ "اور ابن حبان نے "کثیر الوھم،فاحش الخطأ" کے الفاظ ذکر کرتے ہوئے ان کے ضعف کی نشاندہی کی ہے۔(۴۳)

مذکورہ آراء کے تناظر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ناقدین نے عبد الکریم بن ابی المخارق کے حوالے سے اگرچہ جرح کے مختلف الفاظ استعمال کئے (جیسے غیر ثقہ، ضعیف، متروک، کذاب، شبیہ المتروک، لیس شیء وغیرہ) اور اُن کے مختلف اسبابِ ضعف (کثیر الوھم،فاحش الخطاہونا) بھی بیان کئے۔ لیکن ان کی تضعیف پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ اس طرح یہ مثال نقد فی الرواۃ سے متعلق امام ترمذیؒ کے مستند الرائے ہونے اور اسنادی ترجیح میں اُن کی تکنیکی نگاہ کی اَصحیت / پختگی کا بیّن ثبوت ہے۔

ii۔ ابواب الطہارۃ میں "باب ماجاء فی الوضوء مرۃ مرۃ"(ایک ایک بار اعضاءِ وضو دھونے کے بیان) کے اثبات کے لئے حدیث ابن عباسؓ کو ذکر کرتے ہیں:

"عن ابن عباس:أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم توضأ مرة مرة"[۴۴]

(حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔)

پھر روایت مذکورہ کے دیگر طرق بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کو رشدین بن سعد وغیرہ نے "عن الضحاک بن شرحبیل عن زید بن أسلم عن ابیہ عن عمر بن الخطاب" کے سلسلۂ سند سے ذکر کیا ہے۔ لیکن حدیث ابن عباسؓ اس باب میں اَصح اور راجح ہے جو کہ ابن عجلان،ہشام بن سعد،سفیان ثوری اورعبدالعزیز بن محمد نے "عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم " کے طریق سے بیان کی ہے۔[۴۵] مولانا محمد تقی عثمانی باب ہذا کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پہلی وجہِ ترجیح،رشدین بن سعد کی تضعیف اور ابن عجلان،ہشام بن سعد،سفیان ثوری،عبدالعزیز بن محمد کی ثقاہت ہے۔ اور دوسری وجہ رشدین کا حدیث مذکورہ کو مسنداتِ عمرؓ میں شمار کرنا ہے جبکہ دیگر ثقہ راوی اس حدیث کو ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔[۴۶] رشدین بن سعد کی تضعیف و توثیق کے حوالے سے دیگر کتب کو دیکھا جائے تو" ضعیف"[۴۷]"لیس بقوی"[۴۸] کی آراء سامنے آتی ہیں۔ابن حجرؒ نے عقیلی کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ باعتبارِ نسب و روایت مجہول ہیں۔ اُن کی احادیث غیر محفوظ اور اسناد غیر صحیح ہیں۔[۴۹] حافظ مزی نے کہا کہ اُن پر ان کے حافظے کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے۔[۵۰] الھیثمی فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے انہیں ضعیف کہا[۵۱] لیکن بعض لوگوں نے اُن کی توثیق بھی کی[۵۲] جیسا کہ ابن ملقن نے کہا کہ احمد نے ایک بار ان کے صالح الحدیث ہونے کی امید ظاہر کی۔[۵۳] اسی طرح ناصر الدین البانی امام احمد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"وبوثقة عنده،ولابأ س بحدیثہ فی المتابعات والرقائق"[۵۴]

(وہ امام احمد کے نزدیک ثقہ ہیں۔ اور متابعات ور قائق میں ان کی احادیث لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔)

لیکن علماءِ جمہور قائلینِ ضعف میں شامل ہیں۔جیسا کہ الھیثمی نے صراحت کی ہے،"والجمہور علی تضعیفہ"[۵۵] رشدین بن سعد سے متعلق تضعیف و توثیق،ہر دو طرح کی آراء موجود ہیں۔ امام احمد بن حنبل جیسے اکابر محدث وفقیہہ نے اُن کو ثقہ ،صالح الحدیث کہااور متابعات ور قائق میں ان کی مرویات کے بیان میں کوئی حرج نہ سمجھا۔یہی وجہ ہے کہ وہ روایت الباب کو اپنی مسند میں مسندات عمر بن الخطابؓ[۵۶] اور مسندات ابن عباسؓ،دونوں کے ذیل میں

درج کرتے ہیں(۵۷) جبکہ عبد الرزاق الصنعائی،(۵۸) امام دارمی،(۵۹) ابن حبان(۶۰) کو دیکھا جائے تو وہ مسئلہ ثابتہ سے متعلق محض ابن عباسؓ کی روایت کو بیان کرتے ہیں۔

''صحتِ سند'' کے اصول کے تناظر میں امثال سابقہ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ نہ صرف عمدگیٔ اسناد کی بناء پر ترجیح میں امام احمدؒ کی رائے سے مستفید ہوئے بلکہ انہوں نے ترجیح بذریعہ صدقِ راوی(عبد اللہ بن محمد بن عقیل) میں بھی امام احمدؒ کے عبد اللہ بن محمد بن عقیل کی روایت سے احتجاج و استدلال کی بناء پر اپنی ترجیح کو مدلل بنایا۔ لیکن اس مقام پر ان کی رائے امام احمدؒ کے برعکس اور جمہور محدثین کے موافق ہے۔ جس سے امام موصوفؒ کا ''ترجیح فی الترجیح'' کا ایک اور اصول سامنے آتا ہے کہ راویوں کی تضعیف و توثیق کے حوالے سے اختلافی صورت میں وہ جمہور علماءِ محدثین کی رائے کو مقدم رکھتے ہیں۔

iii۔ پھر''باب ماجاء فی ترک الوضوء من مس الذکر'' کے ذیل میں ملازم بن عمرو کی حسب ذیل روایت کا اندراج کیا ہے۔

''حدثنا ملازم بن عمر وعن عبداللّٰہ بن بدر عن قیس بن طلق بن علی (ھو) الحنفی۔عن ابیه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: ''وھل ہوالامضغة منه''؟''أوبَضعة منه''؟(۶۱)

(حضرت قیس بن طلق بن علی الحنفی سے روایت ہے۔وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو اس کے بدن کا ایک ٹکڑا ہے اور راوی کو شک ہے کہ مضغۃ فرمایا یا بَضعۃ۔)

اس کے بعد مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر بھی قیس بن طلق سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن ''ملازم بن عمرو عن عبداللّٰہ بن بدر'' کا طریق اَصح اور احسن ہے کیونکہ بعض محدثین نے ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر کے حوالے سے کلام کیا ہے۔(۶۲) جیسا کہ ایوب بن عتبہ کے حوالے سے علماءِ محدثین کی آراء'' ضعیف''،(۶۳)''ضعیف الحدیث''،(۶۴)''لیس بقوی''(۶۵) کے الفاظ میں سامنے آتی ہیں۔ناصر الدین البانی اُن کے بارے میں امام احمدؒ،ابن معینؒ کے حوالے سے توثیق و تضعیف،دونوں آراء کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ،امام مسلمؒ اور ایک جماعت نے بھی اُن کی تضعیف کی ہے(۶۶) اسی طرح محمد بن جابر کے حوالے سے علماء نے''لیس بشیء''،(۶۷)''صدوق سییّ ء الحفظ''(۶۸)''خلط کثیراً''(۶۹)''متروک''(۷۰)''ضعّفه جماعة''(۷۱) کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔ ابن الجوزی نے لکھا کہ یحیٰی اور نسائی نے انہیں ''ضعیف''،''لیس بشیء'' کہا۔ احمد نے کہا کہ ان سے

حدیث بیان کرنا، باعثِ شر ہو گا۔ بخاری نے ان سے متعلق "لیس بالقوی یتکلمون فیه" کے الفاظ استعمال کئے اور عمرو بن علی نے کہا کہ وہ صدوق تو ہیں لیکن کثیر الوہم اور متروک الحدیث ہیں۔(۷۲) اس کے علاوہ ایک مقام پر محمد بن جابر ،ایوب بن جابر کے حوالے سے "اخوان ضعیفان" اور "لایعتبر بهما" کے الفاظ ملتے ہیں۔(۷۳)

ان تمام آراء کی روشنی میں واضح ہوا کہ ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر بالاتفاق ضعیف ہیں۔ اور محمد بن جابر کے صدوق ہونے کے حوالے سے، عمرو بن علی اور ناصر الدین البانی کی تصریح کے باوجود امام ترمذیؒ کا ان کی روایات کو مرجوح قرار دینا بجا طور پر واضح کرتا ہے کہ اگر کسی راوی کے صدوق ہونے کے حوالے سے امام بخاریؒ کا کوئی ترجیحی قول موجود نہ ہو تو وہ اس راوی کی روایت کو راجح قرار نہیں دیتے۔

iv۔ پھر ابواب الصلوٰۃ میں یہ مسئلہ ثابت کرنے کے لئے، کہ جو شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے یا پڑھنا بھول جائے تو جب سو کر اُٹھے یا جب یاد آئے تو پڑھ لے، اولاً عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی حسب ذیل روایت ذکر کرتے ہیں:

"عن ابی سعید الخدری قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:"من نام عن الوتر أ ونسیه فلیصل اذاذکر واذا استیقظ"(۷۴)

(حضرت ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وتر پڑھے بغیر سو جائے یا (پڑھنا) بھول جائے تو جب یاد آئے یا نیند سے بیدار ہو تو پڑھ لے۔)

بعد ازاں مؤلفؒ نے مسئلہ ثابتہ سے متعلق عبداللہ بن زید بن اسلم کی حدیث کا اندراج کیا۔ اور امام ابوداوُدؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ کے قول کے ذریعے عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی تضعیف اور ان کے بھائی عبداللہ بن زید بن اسلم کی ثقاہت کو بیان کیا۔ اس کے بعد انہی آراء کی بناء پر وہ عبداللہ بن زید بن اسلم کی حدیث کو روایتِ مذکورہ کے مقابلے میں مقدم گردانتے ہیں۔(۷۵)

v۔ پھر "باب ماجاء فی العامل علی الصدقة بالحق" (حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والے کے معاملہ کے بیان میں) کے ذیل میں مستدل روایت اِن الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

"عن رافع بن خدیج قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول:"العامل علی الصدقة بالحق کا لغازی فی سبیل اللّٰه حتی یرجع الی بیته"(۷۶)

(حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انصاف سے زکوٰۃ لینے والا (یعنی جو زیادتی نہ کرے اور زکوٰۃ میں عمدہ مال چھانٹ نہ لے) اپنے گھر واپس آنے تک ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والا۔)

امام موصوفؒ اس حدیث کو دو اسناد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اوّل الذکر طریق کو یزید بن عیاض کے ضعف کی بناء پر مرجوح اور اس کے مقابل موئخر الذکر روایتِ بالا کو، جو کہ محمد بن اسحاق کے طریق سے مروی ہے، راجح قرار دیتے ہیں۔(۷۷) دونوں راویانِ حدیث کے مراتب کو کتب حدیث میں دیکھا جائے تو یزید بن عیاض کے حوالے سے "ضعیف"(۷۸) "متروک"(۷۹) "منکر الحدیث"(۸۰) "کذاب"(۸۱) "لیس بوبشیء"(۸۲) "لین الحدیث"(۸۳) "اشد ضعفا من الواقدی"(۸۴) اور "اجمعوا علی ضعفہ"(۸۵) کے الفاظ سامنے آتے ہیں۔ اسی طرح محمد بن اسحاق کا ذکر "ثقۃ" (۸٦) "ثقۃ ولکنہ مدلس"(۸۷) کے الفاظ میں ملتا ہے۔ صاحبِ "تحفۃ الاحوذی" نے لکھا کہ حنفی و مالکی علماء اُن کی ثقاہت کے معترف ہیں۔(۸۸) اور علامہ عینی نے عندالجمہور اُن کی توثیق ظاہر کی، "الثقات الکبار عندالجمہور"(۸۹)

اس کے بعد امام ترمذیؒ کے طرزِ ترجیح کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے وجہِ مرجوح (یعنی یزید بن عیاض کا ضعف) کے بیان پر تو توجہ فرمائی لیکن وجہِ ترجیح کے ذکر سے اعراض کیا۔ اور آراءِ مذکورہ کی روشنی میں وہ وجہ عیاں ہوتی نظر آتی ہے۔ یعنی محمد بن اسحاق کے نہ صرف ثقہ ہونے بلکہ عندالجمہور اُن کی ثقاہت کی بناء پر امام صاحبؒ نے ان کے طریق کو اَصح اور راجح کہا۔ وجہِ ترجیح کے بیان سے سکوتِ موئلف اس جانب متوجہ کرتا ہے کہ غالباً وہ اپنی تالیف میں کچھ جگہوں پر شعوری و دانستہ سکوت اختیار فرماتے ہیں تاکہ قارئین و سامعین مطالعہ "سنن" کے دوران محض ان کی تالیف تک خود کو محدود نہ کریں۔ بلکہ کچھ خاموش مقامات ان کے قلوب و اذہان میں کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟ جیسے سوالات پیدا کرکے "اقوال و آرائِ موئلفؒ فی الترجیح" کے حوالے سے اُن کو ذاتی تحقیق کے راستے پر بھی گامزن کرسکیں۔

vi۔ علاوہ ازیں ابواب الزکوٰۃ میں ہی "باب ماجاء فی رضاء المصدق" (عامل زکوٰۃ کو راضی کردینے کے بیان میں) کے ذیل میں روایت بیان کرتے ہیں:

> "عن مجالدعن الشعبی، عن جریر، قال: قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "اذا اتاکم المصدق فلا یفارقنکم الاعن رضاء"(۹۰)
>
> (حضرت جریرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی زکوٰۃ لینے والا تمہارے پاس آئے تو اس کو اپنے سے جدا نہ کرو جب تک وہ تم سے خوش دل نہ ہو جائے۔)

پھر اسی روایت کو "عن داؤد عن الشعبی عن جریر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے طریق سے ذکر کرنے کے بعد اس کو مجالد کی حدیث کے مقابلے میں مقدم ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ بعض اہل علم نے مجالد کی تضعیف کی اور وہ کثیر الغلط ہیں(۹۱) جیسا کہ مختلف کتب میں انہیں "مشاہیر الضعفاء"(۹۲) "قدضعفوہ ومنہم من

تکلم“[۹۳] ”ضعیف“[۹۴]”لیس بقوی“[۹۵] ”یضعف حدیثہ“[۹۶]”لیّن“[۹۷] کے الفاظ میں متعارف کروایا گیا۔ اسی طرح امام نسائیؒ کے حوالے سے اُن کی ثقاہت اور امام بخاریؒ، امام احمد بن حنبل، یحییٰ کے حوالے سے اُن کے ضعف کا تذکرہ ملتا ہے[۹۸]لیکن یحییٰ بن معین ایک مقام پر مجالد بن سعید کی توثیق کا بھی اعتراف کرتے نظر آتے ہیں[۹۹] جبکہ ابن الجوزی کے بقول یحییٰ، امام نسائی اور امام دار قطنی نے اُن کو ''ضعیف'' کہا۔ احمد نے ”لیس بشیء“ اورابن حبان نے ”لایجوز الاحتجاج بہ“ کے الفاظ استعمال کئے۔[۱۰۰]

گویا واضح ہوا کہ نقدِ راوی کے حوالے سے امام ترمذیؒ کی رائے اس مقام پر بھی قوی ہے۔ لیکن مثال سابقہ کی مانند یہاں بھی مؤلف نے فقط وجہِ مرجوح کے ذکر پر اکتفا کیا اور وجہِ ترجیح سے متعلق حصولِ آگہی کے پیش نظر قارئین وطلابِ حدیث کو اس فن کے بارے میں مزید رطب ویابس سے استفادہ کرنے کا خاموش اشارہ فراہم کر دیا۔ کیونکہ دیگر کتب حدیث میں روایتِ داؤد کو دیکھا جائے تو ان کا اسم، داؤد بن ابی ھند سامنے آتا ہے۔ اور ان کا تعارف ''ثقة جيّدالأسناد''، ''رفیع''، ''رجلاً صالحاً''، ''ثقة حسن الأسناد''[۱۰۱] ''ثقة''[۱۰۲] ''ثقة من رجال مسلم''[۱۰۳] کے الفاظ میں ملتا ہے۔ لہٰذا ان آراء کے تناظر میں صراحتاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام ترمذیؒ کے نزدیک حدیث داؤد کو ترجیح دینے کی وجہ داؤد بن ابی ھند کی ثقاہت ہے۔

vii۔ ابواب الحج میں اس مسئلے کو ثابت کرنے کے لئے کہ، طواف کے بعد دو رکعتوں میں کیا پڑھنا چاہئے؟، درج ذیل حدیث بیان کرتے ہیں:

> ”عن عبدالعزیز بن عمران عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قرأ فی رکعتی الطواف بسورتی الاخلاص (قل یاایها الکفرون) و (قل هوالله احد)[۱۰۴]
>
> (حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کی دو رکعتوں میں دو سورتیں اخلاص کی پڑھیں۔ ایک رکعت میں قل یاایھاالکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد۔)

پھر امام موصوفؒ اسی روایت کو ”عن سفیان عن جعفر بن محمد عن ابیہ“ کے طریق سے بیان کرنے کے بعد اسے اوّل الذکر طریق پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ان کی رائے میں عبد العزیز بن عمران ضعیف فی الحدیث ہیں۔[۱۰۵] جبکہ ان کے بارے میں دیگر محدثین کی آراء اس طرح سامنے آتی ہیں کہ وہ اُن کے لئے ”ضعیف“،[۱۰۶] ”متروک“،[۱۰۷] ”لیس بثقة“[۱۰۸] اور ”منکر الحدیث“[۱۰۹] کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح اس مقام پر بھی عبد العزیز بن عمران کا بالاتفاق ضعیف ہونا، امام ترمذیؒ کے نقد فی الرجال کے حوالے سے صحیح الرائے ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

خلاصہ بحث

اصول"صحت سند" کے حوالے سے امام ترمذیؒ کے مختلف ترجیحی اسالیب و انداز نہ صرف نقدِ حدیث میں اُن کی مہارت کا پتہ دیتے ہیں۔بلکہ سندِ متّصل، متّصل سند میں زیادتی، انقطاعِ حدیث، غرابتِ حدیث، کمال ضبطِ راوی، صدقِ راوی، ضعف وثقاہتِ رواۃ عند المحدثین والفقہاء، عدم محفوظیتِ حدیث، عدم سماعِ صحابیؓ، خطائی السند، خطائی اسم راوی، وہم فی اسم الراوی،۔۔۔اِن تمام وجوہات کی بناء پر امام موصوفؒ کا ایک روایت کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دینا اقسامِ حدیث (متصل، منقطع، المزید فی متصل الاسانید، غیر محفوظ) اور سند و متن سے متعلق مختلف علوم (اسماء الرجال، جرح و تعدیل، غریب الحدیث) کا بھی ایک واضح تعارف پیش کرتے ہیں۔ جس سے اُن کی "جامع" علمِ اصولِ حدیث کے ایک منبع وماخذ کی حیثیت سے بھی سامنے آتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ترمذی،امام،جامع،ابواب الطہارۃ،باب ماجاء فی مسح الرأس انہ یبدأبمقدم الرأس الی مؤخرہ، رقم الحدیث۳۲

۲۔ ایضاً،باب ماجاء انہ یبدأبمؤ خرالرأس،رقم الحدیث۳۳

۳۔ ایضاً،باب ماجاء فی مسح الرأس انہ یبدأ بمقدم الرأس الی مؤخرہ،رقم الحدیث۳۲

۴۔ ایضاً،باب ماجاء انہ یبدأ بمؤخرالرأس،رقم الحدیث۳۳

۵۔ ایضاً،ابواب الصلوٰۃ،باب ماجاء فی وصف الصلوٰۃ،رقم الحدیث۳۰۳

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً،باب منہ،رقم الحدیث۳۶۳

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً،ابواب الزکوٰۃ،باب ماجاء فی نفقۃ المرأۃ من بیت زوجہا،رقم الحدیث۶۷۱

۱۰۔ ایضاً،رقم الحدیث۶۷۲

۱۱۔ ایضا

۱۲۔ سعیدی،غلام رسول،علامہ،تذکرۃ المحدثین،لاہور،فرید بک سٹال،۱۴۲۶ھ،ص۲۴۱

۱۳۔ ترمذی،امام،جامع،ابواب الطہارۃ،باب ماجاء فی التشدید فی البول،رقم الحدیث۷۰

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً،ابواب الصوم،باب ماجاء فی صیام العشر، رقم الحدیث۷۵۶

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ مبارکپوری، محمد عبدالرحمٰن، ابوالعلاء، تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، س ن، ج۱، ص۱۹۶

۱۸۔ ایضاً، ج۴، ص۳۶

۱۹۔ ایضاً، ج۴، ص۵۹

۲۰۔ ترمذی، امام، جامع،ابواب الطہارۃ،باب ماجاء فی الوضوء من القیٔ والرعاف، رقم الحدیث۸۷

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ایضاً،باب ماجاء فی الوضوء من لحوم الابل، رقم الحدیث۸۱

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ سعیدی، علامہ، تذکرۃ المحدثین، ص۲۴۲

۲۵۔ ترمذی، امام، جامع،ابواب الصلوٰۃ،باب ماجاء فی التخشع فی الصلوٰۃ، رقم الحدیث۳۸۵

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ ایضاً،ابواب الزکوٰۃ،باب ماجاء فی زکوٰۃ الحلی، رقم الحدیث۶۳۶

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ ایضاً،باب ماجاء فی الخرص، رقم الحدیث۶۴۴

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ایضاً،ابواب الصوم،باب ماجاء فی فضل شہررمضان، رقم الحدیث۶۸۲

۳۲۔ ایضاً، رقم الحدیث۶۸۳

۳۳۔ ایضاً،ابواب الصلوٰۃ،باب ماجاء فی أن الاقامۃ مثنی مثنی، رقم الحدیث۱۹۴

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ ایضاً،ابواب الطہارۃ،باب ماجاء ان مفتاح الصلوٰۃ الطہور، رقم الحدیث۳

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ ایضاً،باب ماجاء فی النہی عن البول قائماً، رقم الحدیث۱۲

۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ جوزجانی، ابراہیم بن یعقوب، احوال الرجال، فیصل آباد: حدیث اکادمی، س ن، ص۱۶۱

۴۰۔ ابن عبدالبر،التمہید لمافی الموطأ من المعانی والا سانید، بغیرذکر المدینۃ:وزراۃ عموم الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ،۱۳۸۷ھ،ج۲۰،ص۶۷،

البانی،ناصر الدین،سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة وأ ثرہاالسیىء فی الأمة، ریاض: دارالمعارف،۱۴۱۲ھ،ج۱،ص۹۲۹

۴۱۔ ابن حجر،لسان المیزان،بغیر ذکر المدینة:دارالبشائر الاسلامیة،۲۰۰۲م،ج۲،ص۵۵۳

۴۲۔ البانی،سلسلة الاحادیث الضعیفة ،ج۱۲،ص۶۸۳

۴۳۔ ابن الجوزی،الضعفاء والمترکون،بیروت:دارالکتب العلمیة،س ن،ج۲،ص۱۱۴

۴۴۔ ترمذی،امام،جامع،ابواب الطہارة،باب ماجاء فی الوضوء مرة مرة،رقم الحدیث۴۲

۴۵۔ ایضاً

۴۶۔ محمد تقی عثمانی،درس ترمذی،کراچی:مکتبہ دارالعلوم،۱۴۳۲ھ،ج۱،ص۲۶۷

۴۷۔ البانی،ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منارالسبیل،بیروت:المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ، ج۵،ص۳۸۴

۴۸۔ زیلعی،جمال الدین،نصب الرایة لأ حادیث الہدایة،بیروت:مؤسسة الریان، ۱۴۱۸ھ، ج۱، ص۹۴

۴۹۔ ابن حجر،لسان المیزان،ج۶،ص۳۸۸

۵۰۔ المزی،جمال الدین،ابوالحجاج،تحفة الأشراف بمعرفة الاطراف، بغیرذکرالمدینة:المکتب الاسلامی،۱۴۰۳ھ،ج ۳،ص۳۶۰

۵۱۔ الہیثمی،نورالدین علی بن ابی بکر،مجمع الزوائدومنبع الفوائد،القاہرة: مکتبة القدسی، ۱۴۱۴ھ، ج۵، ص۲۷۴

۵۲۔ ایضاً،ج۲،ص۲۴

۵۳۔ ابن الملقن،سراج الدین،تحفة المحتاج الی ادلة المنہاج، مکة المکرمة:دارحراء،۱۴۰۶ھ،ج۱، ص۱۴۴،۳۲

۵۴۔ البانی، سلسلة الاحادیث الصحیحة وشیء من فقهها وفوائدها، الریاض: مکتبة المعارف، ۱۴۲۲ھ، ج۷،ص۱۳۲۹

۵۵۔ الہیثمی،مجمع الزوائد،ج۱،ص۱۶۰

۵۶۔ احمد بن حنبل،امام،مسند،بغیرذکر المدینة:مؤسسة الرسالة،۱۴۲۱ھ،ج۱،ص۲۹۳

۵۷۔ ایضاً،جلد۳،ص۴۹۹،ج۵،ص۱۹۷

۵۸۔ الصنعانی،عبدالرزاق،المصنف،کتاب الطہارة،باب کم الوضومن غسلة،رقم الحدیث۱۳۱

۵۹۔ دارمی،عبدالصمد،سنن،کتاب الطہارة،باب الوضوء مرة مرة،رقم الحدیث۷۲۴

۶۰۔ ابن حبان،ابوحاتم،صحیح،کتاب الطہارة،باب ذکرإباحة جمع المرء بین المضمضة والإستنشاق فی وضوئہ،رقم الحدیث۱۰۷۶

۶۱۔ ترمذی،امام،جامع،ابواب الطہارة،باب ماجاء فی ترک الوضوء من مس الذکر،رقم الحدیث۸۵

۶۲۔ ایضاً

۶۳۔ ذہبی،شمس الدین،تنقیح کتاب التحقیق فی احادیث التعلیق، الریاض:دارالوطن،۱۴۲۱ھ،ج۱،ص۹۸

٦٤۔ ابوالمعاطی وغیرہ،موسوعۃ اقوال الامام احمد بن حنبل فی رجال الحدیث وعللہ، بغیرذکر المدینۃ: عالم الکتب،١٤١٧ھ،ج١،ص١٤٠

٦٥۔ یحییٰ بن معین، تاریخ، دمشق:مجمع اللغۃ العربیۃ،١٤٠٥ھ،ج٤،ص١٣٨

٦٦۔ البانی،سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ ،ج١٣،ص٩٧٧

٦٧۔ یحییٰ بن معین، تاریخ،ج٤،ص٩١

٦٨۔ البانی،سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ،ج٦،ص٩٦٧

٦٩۔ البانی،سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ،ج١٠،ص٢٦١،١٠٦

٧٠۔ ایضاً،ج١٤،ص٣٨٢

٧١۔ البانی،ارواء الغلیل،ج٥،ص١٢٦

٧٢۔ ابن الجوزی،الضعفاء والمترکون،ج٣،ص٤٥

٧٣۔ محمد مہدی المسلمی وغیرہ،موسوعۃ اقوال ابی الحسن الدارقطنی فی رجال الحدیث وعللہ، بیروت:عالم الکتب،٢٠٠١ء،ج١،ص١٣٩

٧٤۔ ترمذی،امام،جامع،ابواب الصلوٰۃ ،باب ماجاء فی الرجل ینام عن الوتر أوینسی،رقم الحدیث٤٦٥

٧٥۔ ایضاً،رقم الحدیث٤٦٦

٧٦۔ ایضاً،ابواب الزکوٰۃ،باب ماجاء فی العامل علی الصدقۃ بالحق،رقم الحدیث٦٤٥

٧٧۔ ایضاً

٧٨۔ ابن حجر،اتحاف المہرۃ بالفوائد المبتکرۃمن اطراف العشرۃ،مدینہ:مجمع الملک فہد، ١٤١٥ھ،ج ١٣،ص٢٣٦

٧٩۔ شوکانی، محمد بن علی،الفوائد المجموعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ،بیروت:دارالکتب العلمیۃ،س ن،ج١،ص٦٠

٨٠۔ الہیثمی،مجمع الزوائد ،ج٢،ص٥٣

٨١۔ ایضاً،ج١،ص١٢١،
ایضاً،ج٢،ص١٧٣

٨٢۔ ابن ملقن، سراج الدین،البدر المنیرفی تخریج الاحادیث والآثار الواقعۃ فی الشرح الکبیر،الریاض:دار الھجرۃ،١٤٢٥ھ،ج٢،ص٥٦٩

٨٣۔ ابن کثیر،جامع المسانید والسنن الہادی لأ قوم سنن،مکۃ المکرمۃ: دارخضر،١٤١٩ھ،ج٦،ص٧٠٧

٨٤۔ ابن حجر،التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر،بغیرذکر المدینۃ: دارالکتب العلمیۃ، ١٤١٩ھ،ج٤،ص٢٠٥

٨٥۔ الہیثمی، مجمع الزوائد،ج٢،ص٢

۸۶۔ یحییٰ بن معین، تاریخ، ج۱، ص۱۰۲

۸۷۔ البانی، ارواء الغلیل، ج۷، ص۱۱۴،
الہیثمی، مجمع الزوائد، ج۳، ص۸۴

۸۸۔ مبارکپوری، تحفۃ الاحوذی، ج۳، ص۲۴۷

۸۹۔ عینی، بدرالدین، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن، ج۷، ص۲۷۰

۹۰۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی رضاء المصدق، رقم الحدیث۶۴۷

۹۱۔ ایضاً، رقم الحدیث۶۴۸

۹۲۔ البانی، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، ج۷، ص۱۶۱۳

۹۳۔ ابن الاثیر، عبدالکریم الشیبانی، جامع الاصول فی احادیث الرسول، بغیر ذکر المدینۃ: مکتبۃ الحلوانی، ۱۳۸۹ھ، ج۴، ص۴۴۷

۹۴۔ نووی، محی الدین، خلاصۃ الاحکام فی مہمات السنن وقواعد الاسلام، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۸ھ، ج۲، ص۹۲۶،
البانی، ارواء الغلیل، ج۳، ص۲۸۹،
محمد مہدی المسلمی وغیرہ، موسوعۃ اقوال ابی الحسن الدار قطنی، ج۲، ص۴۷۷

۹۵۔ ذھبی، تنقیح کتاب التحقیق، ج۱، ص۲۴۶،
البانی، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، ج۲، ص۲۴۹،
ایضاً، ج۳، ص۴۲۳

۹۶۔ جوزجانی، احوال الرجال، ج۱، ص۱۴۴

۹۷۔ ابن ملقن، البدر المنیر، ج۱، ص۳۳۳، ۲۸۲
ایضاً، ج۴، ص۶۱۵
ایضاً، ج۹، ص۳۹۱

۹۸۔ الہیثمی، مجمع الزوائد، ج۱، ص۱۸۱

۹۹۔ یحییٰ بن معین، تاریخ، ج۳، ص۲۷۴، ۲۶۹

۱۰۰۔ ابن الجوزی، التحقیق فی مسائل الخلاف، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ، ج۱، ص۴۲۷

۱۰۱۔ العجلی، عبداللہ بن صالح، تاریخ الثقات، بغیر ذکر المدینۃ: دارالباز، ۱۴۰۵ھ، ص۲۴۰، ۷۶

۱۰۲۔ یحییٰ بن معین، تاریخ، ج۱، ص۱۰۷

۱۰۳۔ البانی، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ، ج۵، ص۲۵۴

۱۰۴۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الحج، باب ماجاء مایقرأ فی رکعتی الطواف، رقم الحدیث۸۶۹

۱۰۵۔ ایضاً، رقم الحدیث ۸۷۰

۱۰۶۔ البانی، سلسلة الاحادیث الضعیفة، ج۹، ص۹۲

۱۰۷۔ ایضاً، ج۱، ص۲۹۹،

مبارکپوری، تحفۃ الاحوذی، ج۳، ص۵۱۶

۱۰۸۔ یحییٰ بن معین، تاریخ، ج۱، ص۱۶۹،

البانی، سلسلة الاحادیث الضعیفة، ج۱، ص۳۰۰

۱۰۹۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الضعفاء الصغیر، حلب: دارالواعی، ۱۳۹۶ھ، ج۱، ص۸۸، ۷۴